پیش لفظ

میں اس بار یہ پیش لفظ اپنے کسی ناول یا افسانے کو آپ سے متعارف کروانے کے لئے پیش نہیں کر رہی بلکہ اپنی اب تک کی تمام تحریروں میں سے اپنے پسندیدہ اقتباسات کو آپ کے سامنے لانے کے لئے لکھ رہی ہوں۔

پچھلے چند سالوں میں میری ملاقات جب بھی اپنے کسی قاری سے ہوئی یا مجھے اُن کا کوئی خط یا ای میل پڑھنے کا اتفاق ہوا تو ایک بات میں نے ہمیشہ بڑی شدّت سے محسوس کی۔ ہر ایک مجھے میری کسی نہ کسی تحریر کا کوئی اقتباس ضرور لکھتا یا سناتا ہے جو اس کا پسندیدہ ہوتا ہے۔ قارئین کی یہ عادت دلچسپ اور مشترکہ ہے اور اسی نے مجھے اپنی تحریروں کا ایک بار پھر سے جائزہ لینے پر مجبور کیا میں جاننا چاہتی تھی کہ آخر میرے پسندیدہ اقتباسات کون سے ہیں۔ کون سے ایسے جملے ہیں جنہیں پڑھ کر مجھے رشک آیا کہ یہ ''میں'' نے لکھے ہیں اور کون سے ایسے جملے ہیں جنہیں پڑھ کر مجھے یقین نہیں آیا کہ یہ ''میں'' نے لکھے ہیں ...... اور وہ کون سے جملے ہیں جنہیں میں اپنا ڈپریشن دور کرنے کے لئے پڑھتی ہوں۔

آپ کو یہ جان کر بڑی حیرت ہوگی کہ مجھے اپنے لکھے ہوئے جملے اکثر بھول جاتے ہیں اور اسی سے متعلقہ ایک دلچسپ واقعہ پچھلے سال ہوا جب میں سکینہ سموں کے لئے وجود لاریب لکھ رہی تھی۔ ڈرامہ سیریل کا سکرپٹ لکھنے کے دو تین ماہ بعد

میں فون پر سکینہ سموں سے بات کر رہی تھی اور اسی گپ شپ کے دوران انہوں نے مجھے کہا ''بعض دفعہ کسی کو دیکھ لینا ہی کتنا کافی ہوتا ہے'' میں نے یک دم اُن کی بات کاٹ کر انہیں داد دی ''کیا کمال کا جملہ ہے سکینہ آپا یہ کہاں پڑھا آپ نے یا کس نے کہا۔ آپ سے؟'' ٹیلی فون لائن پر بالکل خاموشی رہی پھر چند لمحوں کے بعد سکینہ سموں نے بے یقینی سے کہا! ...... ''تمہیں نہیں پتہ؟''

''نہیں'' میں نے روانی سے کہا۔ ''عمیرہ یہ وجود لاریب کے ایک سین میں تمہارا لکھا ہوا جملہ ہے۔'' انہوں نے کہا اُس وقت ہم دونوں ہنس پڑے مگر میں بہت دیر تک یہ سوچ کر شرمندہ ہوتی رہی کہ وہ کیا سوچتی ہوں گی کہ میں اپنے جملے بھی نہیں پہچانتی۔

مگر اس وقت اس کتاب میں آپ جو اقتباسات پڑھ رہے ہیں وہ نہ صرف میرے پسندیدہ ہیں بلکہ مجھے ذہن نشین بھی ہیں۔ میں نے سب کچھ اچھا نہیں لکھا مگر تھوڑا بہت اچھا لکھنے کی کوشش کی ہے۔

اور آخری دلچسپ بات ...... اس کتاب کے اقتباسات اکٹھے کرنے کے دوران میں نے یہ محسوس کیا کہ میرے پسندیدہ اور آپ لوگوں کے پسندیدہ اقتباسات تقریباً ایک جیسے ہیں۔ جو جملہ لکھتے ہوئے میرا پسندیدہ رہا وہ پڑھتے ہوئے آپ کا پسندیدہ ہو گیا ...... تو یہ انتخاب میری اور آپ کی مشترکہ ملکیت ہے۔

عمیرہ احمد

زندگی میں کبھی نہ کبھی ہم اس مقام پر آ جاتے ہیں جہاں سارے رشتے ختم ہو جاتے ہیں وہاں صرف ہم ہوتے ہیں اور اللہ ہوتا ہے۔ کوئی ماں باپ کوئی بہن بھائی کوئی دوست نہیں ہوتا۔ پھر ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہمارے پیروں کے نیچے زمین ہے نہ ہمارے سر کے اوپر کوئی آسمان بس صرف ایک اللہ ہے جو ہمیں اس خلا میں بھی تھامے ہوئے ہے۔ پھر پتہ چلتا ہے ہم زمین پر پڑی مٹی کے ڈھیر میں ایک ذرّے یا درخت پر لگے ہوئے ایک پتے سے زیادہ کی وقعت نہیں رکھتے۔ پھر پتہ چلتا ہے کہ ہمارے ہونے یا نہ ہونے سے صرف ہمیں فرق پڑتا ہے۔ صرف ہمارا کردار ختم ہو جاتا ہے۔ کائنات میں کوئی تبدیلی نہیں آتی کسی چیز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(پیرِ کامل، ص253)

ہر آسمانی مذہب انسان کو آزماتا ضرور ہے مگر اسلام تو انسان کو کچھ اور ہی طرح سے آزماتا ہے۔ یہ ایسی آزمائشیں سامنے لے آتا ہے جو بندے کو کندن بنا دیتی ہیں یا پھر راکھ کا ڈھیر

(ایمان اُمید اور محبت' ص87)

ہر انسان کو زندگی میں کبھی نہ کبھی کسی پیرِ کامل کی ضرورت ضرور پ
کبھی نہ کبھی انسانی زندگی اس موڑ پر آ کر ضرور کھڑی ہو جاتی ہے جب یہ لگتا
ہمارے لبوں اور دل سے نکلنے والی دعائیں بے اثر ہو گئی ہیں۔ ہمارے سجدے
ہمارے پھیلے ہوئے ہاتھ رحمتوں اور نعمتوں کو اپنی طرف موڑ نہیں پا رہے۔ یوں لگتا ہے
جیسے کوئی تعلق تھا جو ٹوٹ گیا ہے پھر آدمی کا دل چاہتا ہے اب اس کے لئے کوئی اور
ہاتھ اُٹھائے' کسی اور کے لب اُس کی دعا اللہ تک پہنچائیں' کوئی اور اللہ کے سامنے
اس کے لئے گڑگڑائے' کوئی ایسا شخص جس کی دعائیں قبول ہوتی ہوں' جس کے لبوں
سے نکلنے والی التجائیں اس کے اپنے لفظوں کی طرح واپس نہ موڑ دی جاتی ہوں پھر
انسان پیرِ کامل کی تلاش شروع کرتا ہے' بھاگتا پھرتا ہے دنیا میں کسی ایسے شخص کے
لیے جو کاملیت کی کسی نہ کسی سیڑھی پر کھڑا ہو۔

پیرِ کامل کی یہ تلاش انسانی زندگی کے ارتقا سے اب تک جاری ہے۔ یہ
تلاش وہ خواہش ہے جو اللہ خود انسان کے دل میں پیدا کرتا ہے۔ انسان کے دل میں
یہ خواہش' یہ تلاش نہ اُتاری جاتی تو وہ پیغمبروں پر کبھی یقین نہ لاتا۔ کبھی اُن کی پیروی
اور اطاعت کرنے کی کوشش نہ کرتا۔ پیرِ کامل کی یہ تلاش ہی انسان کو ہر زمانے میں
اُتارے جانے والے پیغمبروں کی طرف لے جاتی رہی پھر پیغمبروں کی مبعوثیت کا یہ
سلسلہ حضرت محمدؐ کے ساتھ ختم کر دیا گیا۔ آپؐ کی اُمت کے لئے آپؐ کے بعد کسی
اور پیرِ کامل کی گنجائش نہیں رکھی گئی۔

(پیرِ کامل' ص389)

جولوگ آج جناح کو کافر کہتے ہیں وہ کل جناح کا ہاتھ چوما کریں گے۔
اس کا مزار بنا کر اس پر فاتحہ پڑھا کریں گے جولوگ آج پاکستان کے مطالبے کو ذہنی
فتور کہتے ہیں وہ کل اسی پاکستان میں پناہ لینے کے لئے بھاگیں گے جناح کافر نہیں
ہے وہ پریکٹیکل مسلمان ہے مولویوں کی طرح دین کی بات نہیں کرتا دین پر عمل کرتا
ہے۔ یہ وہ مولوی ہیں جو پچھلے سو سال میں ہندوستان کے مسلمانوں کو انگریز کی غلامی
سے آزاد نہیں کروا سکے اور اب جو آزادی کی بات کر رہا ہے وہ شخص اُن کو کافر نظر آتا
ہے۔ یہ لوگ دستاریں اور چوغے پہن کر بھی میرے لئے اگر آزادی نہیں لا سکے تو
مجھے اس شخص کے پیچھے کھڑے ہونے دیں جو پینٹ کوٹ پہن کر اور سگار پی کر مجھے وہ
زمین دلا دے گا جہاں میں مسجد میں بلند آواز میں اذان دوں تو میرا سر کاٹنے کے لیے
ہندو اندر نہ آ جائیں۔

(15 اگست 2001، ص203)

عشق انسان کو کائنات کے کسی دوسرے حصے میں لے جاتا ہے زمین پر
رہنے نہیں دیتا اور عشق لا حاصل ...... لوگ کہتے ہیں انسان عشقِ مجازی سے عشقِ حقیقی
تک تب سفر کرتا ہے جب عشق لا حاصل رہتا ہے ...... جب انسان جھولی بھر بھر محبت
کرے اور خالی دل اور خالی ہاتھ لے کر پھرے۔

(دربارِ دل، ص112)

بعض دفعہ خاموشی وجود پر نہیں دل میں اُترتی ہے پھر اس سے زیادہ مکمل،
خوبصورت اور بامعنی گفتگو کوئی اور چیز نہیں کر سکتی اور یہ گفتگو انسان کی ساری زندگی کا
حاصل ہوتی ہے اور اس گفتگو کے بعد ایک دوسرے سے کبھی دوبارہ کچھ کہنا نہیں پڑتا۔
کچھ کہنے کی ضرورت رہتی ہی نہیں۔

(لاحاصل، ص 255)

ہم سب اپنی زندگی کے کسی نہ کسی مرحلے پر زمانہ جاہلیت سے ضرور گزرتے
ہیں۔ بعض گزر جاتے ہیں۔ بعض ساری زندگی اسی زمانے میں گزار دیتے ہیں۔
کچھ صالح ہوتے ہیں کچھ صالح بنتے ہیں صالح ہونا خوش قسمتی کی بات ہے
صالح بننا دو دھاری تلوار پر چلنے کے مترادف ہے اس میں زیادہ وقت لگتا ہے اس میں
زیادہ تکلیف سہنی پڑتی ہے۔

(پیرِ کامل، ص 449)

محبت تاریک جنگل کی طرح ہوتی ہے' ایک بار اس کے اندر چلے جاؤ پھر یہ باہر آنے نہیں دیتی۔ باہر آ بھی جاؤ تو آنکھیں جنگل کی تاریکی کی اتنی عادی ہو جاتی ہیں کہ روشنی میں کچھ بھی نہیں دیکھ سکتیں ...... وہ بھی نہیں جو بالکل صاف' واضح اور روشن ہوتا ہے۔

(ایمان' اُمید اور محبت' ص6)

آپ نے کبھی سوچا ہے دنیا میں کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں ہم روپے سے خرید نہیں سکتے جنہیں دعائیں بھی ہمارے پاس نہیں لا سکتیں اور آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ بعض دفعہ وہ چیزیں ہی ہماری پوری دنیا ہوتی ہیں ...... دل کی دنیا ...... تو کیا زمین پر انسان دل کی دنیا کے بغیر رہ سکتا ہے؟

(کس جہاں کا زر لیا' ص117)

اس ملک کی دو بیساکھیاں ہیں۔ فیوڈل لارڈز اور بیوروکریٹس دونوں بیساکھیاں ایک دوسرے کو سپورٹ کرتی ہیں ...... بیساکھیوں کو اس بات سے دلچسپی نہیں ہے کہ وہ کسے سہارا دے رہی ہیں انہیں صرف اس بات سے دلچسپی ہے کہ اُن کا سہارا لے کر چلنے والا مریض صحت یاب نہ ہو جائے۔

(امر بیل، ص162)

میں زندگی میں پہلی بار دربارِ دل میں داخل ہو رہی تھی ...... اور وہاں دل اپنے تخت پر بڑے تفخر اور تمکنت کے ساتھ براجمان تھا ...... عجیب غرور تھا اس کے وجود میں ...... اور اس کے دربار میں ہر کوئی گھٹنوں کے بل گرا ہوا تھا ...... صرف میں تھی جو اپنے پیروں پر چلتی ہوئی وہاں آئی تھی شائید کبھی وہ سب بھی اپنے پیروں پر چلتے ہوئے ہی وہاں آئے ہوں گے ...... صرف میں تھی جو اپنے پیروں پر وہاں کھڑی تھی ...... شاید وہ سب بھی کبھی وہاں اپنے پیروں پر کھڑے ہوں گے ...... اور صرف میں تھی جو وہاں تخت پر بیٹھے دل کے سامنے کھڑی اس کو دیکھ رہی تھی ...... اور دل ...... اس کے ہونٹوں پر عجب مسکراہٹ تھی ...... شائید وہاں آنے والا ہر ایک پہلے یونہی دیکھتا ہو گا۔ تنی گردن اُٹھی ٹھوڑی' سیدھے کندھے' تخت کے ہتھوں پر پھیلے بازو ...... وہ اپنے دربار میں بادشاہ تھا۔ وہ دربارِ دل تھا اور میں ...... میں ...... آخر میں وہاں کیوں آئی تھی؟

(دربارِ دل، ص44)

ہر ایک کو بھکاری بنا کر رستے میں بٹھایا ہوا ہے اور ہر ایک خود کو مالک سمجھتا ہے جب تک ٹھوکر نہیں لگتی جب تک گھٹنوں پر نہیں گرتا اپنی اوقات کا پتہ ہی نہیں چلتا' وجود کے نصیب میں ہے بھکاری ہونا۔ بس ''ذات'' بھکاری نہیں ہو سکتی۔ وجود کے مقدر میں مانگنا ہے۔ ''ذات'' کا وصف دینا ہے۔ میں کیا تو کیا سب بھکاری ہیں' آج نہیں تو کل' کل نہیں تو پرسوں کبھی نہ کبھی بھکاری بننا ہی پڑتا ہے۔ مانگنا ہی ہوتا ہے۔ کوئی عشق مانگتا ہے کوئی دنیا اور جو یہ نہیں مانگتا وہ خواہش کا ختم ہو جانا مانگتا ہے۔

(شہرِ ذات' ص22)

اس ملک میں اتنی مسجدیں ہو چکی ہیں کہ اگر پورا پاکستان ایک وقت کی نماز کے لئے مسجدوں میں اکٹھا ہو جائے تو بھی بہت سی مسجدیں خالی رہ جائیں گی۔ میں مسجدیں بنانے پر یقین نہیں رکھتا جہاں لوگ بھوک سے خودکشیاں کرتے پھر رہے ہوں جہاں کچھ خاص طبقوں کی پوری پوری نسل جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہی ہو وہاں مسجد کی بجائے مدرسے کی ضرورت ہے اسکول کی ضرورت ہے۔ تعلیم اور شعور ہو گا اور رزق کمانے کے مواقع تو اللہ سے محبت ہو گی ورنہ صرف شکوہ ہی ہو گا۔

(پیرِ کامل' ص366)

جو لوگ دوسروں کے دلوں کو کانٹوں سے زخمی کرتے ہیں اُن کے اپنے اندر کیکر اُگے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ چاہیں نہ چاہیں اُن کے وجود کو کانٹا ہی بننا ہوتا ہے وہ پھول نہیں بن سکتے۔

(لاحاصل، ص 218)

ضمیر نام کی کوئی شے دنیا میں نہیں ہوتی۔ اس صدی میں ضمیر کو لے کر کون پھرے گا اپنے ساتھ ...... کم از کم میرے جیسا شخص نہیں جس کی پرورش حرام پر ہوئی ہو۔ جس کے خون میں حرام کی اتنی آمیزش ہو چکی ہو کہ وہ نہ حلال کھا سکے نہ کما سکے۔

(امربیل، ص 239)

عورت ہر بازی دل سے کھیلتی ہے مگر کبھی کبھار کوئی ایک بازی ایسی ہوتی ہے جسے وہ دماغ سے کھیلتی ہے اور اس وقت کم از کم اس بازی میں کوئی اس کے سامنے کھڑا رہ سکتا ہے نہ اسے چت کر سکتا ہے۔ اور وہ بازی...... وہ بازی بقا کی بازی ہوتی ہے۔

(مات ہونے تک' ص82)

زندگی میں ایک چیز ہوتی ہے جسے کمپرومائز کہتے ہیں۔ پُرسکون زندگی گزرنے کے لئے س کی بہت ضرورت پڑتی ہے۔ جس چیز کو تم بدل نہ سکو اس کے ساتھ کمپرومائز کر لیا کرو مگر اپنی کسی بھی خواہش کو کبھی بھی جنون مت بنانا۔ کیونکہ زندگی میں کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو ہمیں کبھی نہیں مل سکتیں۔ چاہے ہم روئیں چلائیں یا بچوں کی طرح ایڑیاں رگڑیں وہ کسی دوسرے کے لئے ہوتی ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ زندگی میں ہمارے لئے کچھ ہوتا ہی نہیں کچھ نہ کچھ ہمارے لئے بھی ہوتا ہے۔

(امر بیل' ص128)

تو میں آپ کو بتا رہا تھا کہ میری زندگی جتنی بامقصد مجھے آج محسوس ہوتی ہے پہلے کبھی نہیں تھی۔ میرا وجود اللہ نے آگ سے بنایا تھا اور میں نے یہ آگ اس کے پورے شر کے ساتھ آگے انسان کو منتقل کر دی ہے۔ اور مسلسل کر رہا ہوں اور میرا ہر عمل مجھے پُرسکون کر رہا ہے مگر مرد اور عورت کو میں نے زندگی کے خالی اور بے مقصد ہونے کا فریب اور جھانسا دیا ہے۔ پھر ان خلاؤں کو پُر کرنے کے لئے وہ کیا کیا کرتے ہیں...... وہ تو آپ جانتے ہی ہیں۔ آخر آپ ہی تو انسان ہیں۔

مگر اس سب کے باوجود کبھی کبھی مجھے خوف آتا ہے اتنا خوف کہ میں راتوں کو سو نہیں سکتا اور وہ خوف صرف اُن لوگوں کے بارے میں سوچ کر آتا ہے جنہیں اللہ نے "میرے بندے" کہا تھا اور میں جانتا ہوں بات میں اللہ سے بڑھ کر سچا اور کوئی نہیں میں یہ بھی علم رکھتا ہوں کہ دُنیا میں وہ بندے اب بھی ہیں۔ میری لاکھ کوششوں کے باوجود بھی اور اگر...... اگر وہ بندے بڑھنا شروع ہو گئے تو کیا ہو گا؟ کیا ہو گا؟ بس پھر...... میرا خوف مجھے راتوں کو بے خواب اور دن میں بے قرار رکھتا ہے۔

مگر پھر مجھے آپ سب کا خیال آتا ہے "آپ سب کا" اور پھر میں ایک گہری سانس لے کر آرام اور سکون سے سو جاتا ہوں۔

آپ کے لئے بہت سی بددعاؤں اور نفرت کے ساتھ

آپ کا اپنا شیطان

(عورت مرد اور میں' ص200)

آپ نے کبھی کمہار کو مٹی کے برتن بناتے دیکھا ہے۔ وہ مٹی کے گندھے ہوئے ڈھیلے کو چاک پر رکھ کر گھماتا جاتا ہے۔ اتنا گھماتا ہے کہ پھر وہ ڈھیلا واضح طور پر نظر آنا بھی بند ہو جاتا ہے مگر اس کی آنکھیں نہیں ہاتھ اس کی رہنمائی کرتے ہیں ہاتھ مٹی کے ڈھیلے کو برتن بنا دیتے ہیں کوئی پیالہ' کوئی صراحی' کوئی مٹکا مجھے بھی گندھی ہوئی مٹی کی طرح سب نے مل کر دنیا کے چاک پر گھمایا تھا...... اور کچھ بنا دیا تھا......

مگر جو بنایا تھا اس شے کی دنیا میں ایک ٹکے کے برابر بھی وقعت نہیں تھی...... ایک بے مصرف اور ناکارہ وجود...... میں نہ پیالہ تھی نہ صراحی نہ مٹکا...... میں تو صرف ایک "کالی عورت" تھی اور کالی عورت بھلا کالی عورت دنیا میں کیسے جیتی ہے!

(بات عمر بھر کی ہے' ص145)

عروج ہر قوم ہر نسل کا خواب ہوتا ہے اور پھر وہ قومیں جن پر الہامی کتابیں نازل ہوئی ہوں وہ تو عروج کو اپنا حق سمجھتی ہیں مگر کبھی بھی کسی قوم پر صرف اس لئے عروج نہیں آیا کہ اسے ایک کتاب اور نبی دے دیا گیا جب تک اس قوم نے اپنے اعمال اور افعال سے عروج کے لئے اپنی اہلیت ثابت نہیں کر دی۔

(پیرِ کامل، ص370)

ایمان کے شیشے پر کتنی ہی گرد اور مٹی کیوں نہ ہو اسے صاف کیا جا سکتا ہے بس صرف ایک ہاتھ پھیرنا پڑتا ہے اور شیشے میں سے عکس نظر آنا شروع ہو جاتا ہے اور پھر ہر ہاتھ کے ساتھ عکس پہلے سے زیادہ صاف اور چمکدار ہوتا جاتا ہے ...... اور وہ ہاتھ اُس محبت کا ہوتا ہے جو ایمان سے ہوتی ہے۔

(ایمان، اُمید اور محبت، ص154)

اسے اللہ سے خوف آ رہا تھا بے پناہ خوف وہ کس قدر طاقتور تھا کیا نہیں کر سکتا تھا۔ وہ کس قدر مہربان تھا...... کیا نہیں کرتا تھا...... انسان کو انسان رکھنا اُسے آتا تھا۔ کبھی غضب سے کبھی احسان سے وہ اسے اس کے دائرے میں ہی رکھتا تھا۔

(پیرِ کامل، ص354)

وہاں بیٹھے ہوئے زندگی میں پہلی بار میں نے سوچا...... کیا ضروری تھا کہ میں فوج میں آتا...... اور اس قوم کے لئے ان پہاڑوں پر اپنے جسم کے حصوں کو باری باری خود سے جدا ہوتے دیکھتا...... جو یہ بھی نہیں جانتی کہ شہید یا غازی کا احترام کیا ہوتا ہے۔

20 سال بعد جب میں بھی ایسے کسی اسٹیج پر یہ بتانے جاؤں گا کہ میرے سینے پر ہاتھ کٹوا کر سجایا جانے والا یہ تمغہ میرے لئے کیا معنی رکھتا ہے...... تو شائید میں بھی کریم بخش کی طرح بات کرتے ہوئے لڑکھڑاؤں گا...... اور شائید میرے انٹرویو کے بعد بھی حاضرین اگلے کسی مہمان کی بجائے کسی سنگر کو بلوانے کی فرمائش کریں گے تا کہ اس بوریت کا سدباب ہو سکے جو انہیں پچھلے چند منٹوں کے دوران ہوئی میں کیوں پاکستان کی ان نسلوں کے لئے اپنا حال قربان کروں جن کے لئے ہر چیز گانے سے شروع ہو کر ناچنے پر ختم ہو جاتی ہے جن کے لئے ہر اہم تہوار چھٹی کا ایک اور دن اور ایک اور میوزیکل ایوننگ سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا۔

زندہ قومیں اپنے شہیدوں اور غازیوں کی قربانیوں کو بھلاتی نہیں ہیں مگر ان کے پاس ان قربانیوں کے لئے عزت نہیں ہوتی۔

(ہلالِ جرأت، ص163)

انسان اپنی زندگی میں بہت سے نشیب و فراز سے گزرتا ہے کبھی کمال کی بلندیوں کو جا چھوتا ہے۔ کبھی زوال کی گہرائیوں تک جا پہنچتا ہے ساری زندگی وہ ان ہی دونوں انتہاؤں کے درمیان سفر کرتا رہتا ہے اور جس راستے پر وہ سفر کرتا ہے وہ شکر کا ہوتا ہے یا ناشکری کا۔ کچھ خوش قسمت ہوتے ہیں وہ زوال کی طرف جائیں یا کمال کی طرف وہ صرف شکر کے راستے پر ہی سفر کرتے ہیں کچھ ایسے ہوتے ہیں جو صرف ناشکری کے راستے پر سفر کرتے ہیں چاہے وہ زوال حاصل کریں یا کمال اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جو ان دونوں راستوں پر سفر کرتے ہیں ...... کمال کی طرف جاتے ہوئے شکر کے اور زوال کی طرف جاتے ہوئے ناشکری کے۔

(پیرِ کامل، ص332)

اس جنریشن کے پرابلمز اور ہیں۔ آپ کے زمانے کی طرح ہمارا واحد پرابلم اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو زیادہ سے زیادہ کلچرڈ، ٹریڈیشنل اور ارسٹو کریٹک بنا کر پیش کرنا نہیں ہے۔ ہم کو مینرز نہ سکھائیں ہم کو بتائیں کہ ہم اتنی تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا میں اپنا وجود کیسے قائم رکھیں۔ اپنے لئے کون سی ویلیوز کا انتخاب کریں اور پھر کیسے ان ویلیوز کو Intact رکھیں relationships کیسے بنائیں اور انہیں برقرار کیسے رکھیں۔ اپنا mental equilibrium کیسے رکھیں؟ جب اسٹریس ہو تو اس سے کس طرح لڑیں؟ جب ڈپریشن ہو تو اس سے کس طرح نجات حاصل کریں اپنی تنہائی کا علاج کس چیز سے کریں؟ آپ کی جنریشن نے زندگی کو اچھے مارکس اور اچھے مینرز کے درمیان اس طرح تقسیم کر دیا ہے کہ ہم میں سے بہت سے تو ویسے ہی گم ہو جاتے ہیں۔

(امربیل، ص114)

اللہ سے انسان محبت کرتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اللہ بھی اس سے محبت کرے مگر محبت کے لئے وہ کچھ دینے کو تیار نہیں۔ اللہ کے نام پر وہ وہی چیز دوسروں کو دیتا ہے جسے وہ اچھی طرح استعمال کر چکا ہو یا پھر جس سے اس کا دل بھر چکا ہو۔ چاہے وہ لباس ہو یا جوتا۔ وہ خیرات کرنے والے کے دل سے اُتری ہوئی چیز ہوتی ہے اور اس چیز کے بدلے خیرات کرنے والا اللہ کے دل میں اُترنا چاہتا ہے۔

(شہرِ ذات' ص56)

"What is next to ecstasy?"

"Pain"

"What is next to pain?"

"Nothingness"

"And what is next to nothingness?"

"Hell"

"What is next to hell?"

"تمہیں خوف نہیں آتا؟"

"کس چیز سے؟"

"Hell سے اُس جگہ سے جس کے آگے اور کچھ بھی نہیں ہوتا...... سب کچھ اس کے پیچھے ہی رہ جاتا ہے۔ معتوب اور مغضوب ہونے کے بعد باقی بچتا کیا ہے جسے جاننے کا تمہیں تجسس ہے؟"

(پیرِ کامل' ص180)

ایک سال میں پہلی بار میں نے اس چہرے کو دیکھا تھا...... اس سے جس
سے مجھے عشق تھا...... نہیں عشق نہیں تھا کچھ اور تھا...... عشق انسان سے خدا نہیں
چھڑواتا...... میں نے چھوڑا تھا...... تو پھر کیا یہ عشق تھا؟ اگر عشق نہیں تھا تو پھر کیا تھا؟
......''اور انسان شر کو اس طرح مانگتا ہے جیسے خیر کو...... اور بے شک انسان بڑا ہی جلد
باز واقع ہوا ہے۔'' سورۃ بنی اسرائیل

(دربارِ دل، ص15)

آزمائش بالکل دلدل کی طرح ہوتی ہے اس میں سے انسان صرف اپنے
بل بوتے پر نہیں نکل سکتا۔ کوئی رسی چاہیے ہوتی ہے کسی کا ہاتھ درکار ہوتا ہے۔ اور اس
وقت وہ رسی اور ہاتھ مذہب کا ہوتا ہے۔ رسی اور ہاتھ نہیں ہوگا تو آپ دلدل کے اندر
جتنے زیادہ ہاتھ پاؤں ماریں گے اتنا ہی جلد ڈوبیں گے۔ پانی میں ڈوبنے والا شخص
زندہ نہیں تو مرنے کے بعد اوپر آ جاتا ہے مگر دلدل جس شخص کو نگل لینے میں کامیاب
ہو جاتی ہے اسے دوبارہ ظاہر نہیں کرتی۔
لیکن جو شخص ایک بار ہاتھ اور رسی کے ذریعے دلدل سے نکلنے میں کامیاب
ہو جائے وہ اگلی کسی دلدل سے نہیں ڈرتا۔

(ایمان، اُمید اور محبت، ص133)

کون کہتا ہے کہ کسی شخص سے ایک بار محبت ہونے کے بعد اُس سے نفرت ہو سکتی ہے۔ جو کہتا ہے وہ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹا ہے۔

cycle of replacement میں صرف محبت کی replacement نہیں ہوتی۔ خود کو فریب دینے کے باوجود ہم جانتے ہیں کہ ہمارے وجود میں خون کی گردش کی طرح بسنے والا نام کس کا ہوتا ہے۔ ہم کبھی بھی اسے اپنے وجود سے نکال کر باہر نہیں پھینک سکتے۔ تہہ در تہہ اس کے اوپر دوسری محبتوں کا ڈھیر لگائے جاتے ہیں۔ کہتے جاتے ہیں۔ اب ہم اس سے محبت کرتے ہیں اب ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ لیکن جو زیادہ دور ہوتا جاتا ہے وہ زیادہ قریب آتا جاتا ہے۔ اور وہ ہمارے دل اور دماغ کے اس حصے تک جا پہنچتا ہے کہ کبھی اس کو وہاں سے نکالنا پڑے تو پھر اس کے بعد ہم نارمل زندگی گزارنے کے قابل ہی نہیں رہتے۔

(امر بیل، ص555)

مجھے تعلیم حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا مگر کچھ حالات کی وجہ سے میں زیادہ نہیں پڑھ سکا...... ساری عمر مجھے اس کا بڑا افسوس رہا...... مگر اب میں سمجھتا ہوں کہ میں خوش قسمت ہوں کہ زیادہ نہیں پڑھا...... شائید زیادہ پڑھے لکھے نہ ہونے کی وجہ سے میں اس ملک اور قوم سے اندھی محبت کرتا ہوں۔ زیادہ پڑھ لکھ جاتا تو آج یہاں بیٹھ کر ملک میں کیڑے نکال رہا ہوتا۔

(ہلال جرأت، ص161)

یہ جو لوگ کہتے ہیں نا کہ جس سے محبت ہوئی وہ نہیں ملا...... ایسا پتا ہے کیوں ہوتا ہے؟ محبت میں صدق نہ ہو تو محبت نہیں ملتی......

(پیرِ کامل، ص525)

اندھیرے میں سمت کا پتہ نہیں چلتا مگر آسمان اور زمین کا پتہ ضرور چل جاتا ہے۔ بلکہ ہر حال میں چلتا ہے۔ سر اٹھانے پر آسمان ہی ہوتا ہے نظر آئے نہ آئے۔ سر جھکانے پر زمین ہی ہوتی ہے دکھائی دے نہ دے مگر زندگی میں سفر کرنے کے لئے صرف چار سمتوں ہی کی ضرورت پڑتی ہے۔ دائیں، بائیں، آگے، پیچھے، پانچویں سمت پیروں کے نیچے ہوتی ہے وہاں زمین نہ ہو تو پاتال آ جاتا ہے۔ پاتال میں پہنچنے کے بعد کسی سمت کی ضرورت نہیں رہتی۔

چھٹی سمت سر سے اوپر ہوتی ہے وہاں جایا ہی نہیں جا سکتا۔ وہاں اللہ ہوتا ہے۔ آنکھوں سے نظر نہ آنے والا مگر دل کی ہر دھڑکن خون کی ہر گردش ہر آنے جانے والے سانس، حلق سے اُترنے والے ہر نوالہ کے ساتھ محسوس ہونے والا۔

(پیرِ کامل، ص301)

بعض سوالوں کے جواب کسی بھی زبان میں نہیں دیئے جا سکتے اور وہ سوال ایسے ہوتے ہیں جو انسان کو اس عمر اور زندگی کے اس مرحلے پر آ کر زیر کر دیتے ہیں جب انسان خود کو صراط مستقیم کے دوسرے سرے پر پہنچا ہوا محسوس کرتا ہے ...... اور تب پہلی بار یہ احساس ہوتا ہے کہ آپ ساری عمر جس راستے کو صراط مستقیم سمجھ کر چلتے رہے ہیں وہ نہ راستہ تھا اور نہ سیدھا ...... وہ صرف آپ کا نفس تھا۔ یا گمان۔

(لاحاصل، ص263)

میں اب سڑک پر تیز رفتاری کے ساتھ واپس جا رہا ہوں۔ واپسی کا سفر میں ہمیشہ تیزی سے کرتا ہوں۔ واپسی کا سفر ہر ایک ہی تیزی سے کرتا ہے۔ بعض دفعہ یہ سڑک مجھے پاکستان لگتی ہے اور ہر روز صبح ایک گھنٹہ کی یہ واک اپنی زندگی کے 68 سال پچھلے 54 سال میں نے اس ملک میں گزارے ہیں۔ میرے حصے میں یہاں سب کچھ آیا۔ اس مٹی نے مجھے خواب دیکھنا سکھایا۔ پھر اس کی تعبیر دی۔ میں نے اس مٹی کو ہر بار وہ دیا جو اس نے مجھ سے مانگا۔ روپے کی دفعہ روپیہ، وقت کی دفعہ وقت اور خون کی دفعہ خون اور مجھے کبھی یہ ملک خالی نہیں لگا۔

(15 اگست 2001ء، ص221)

عورت بیل کی طرح ہوتی ہے اور مرد دیوار کی طرح، بیل ساری عمر دیوار کو ڈھونڈتی رہتی ہے جس کے سہارے وہ اوپر جا سکے نظروں میں آ سکے۔ جہاں تک دیوار جاتی ہے وہ بھی بس وہیں تک جاتی ہے۔ بیل کو لگتا ہے دیوار نہ ہوتی تو وہ زمین پر رلتی رہتی لوگوں کے پیروں تلے آتی مگر ان کی نظروں میں نہیں آتی۔ وہ ساری عمر دیوار کی مشکور رہتی ہے۔ اسے سایہ دیتی ہے اپنے پھولوں سے سجاتی ہے مہکاتی ہے جب سوکھنے لگتی ہے تو بھی ساتھ ہی چپکی رہتی ہے کس چھپکلی کی طرح ختم ہونے کے بعد بھی اسے دیوار کے علاوہ کسی دوسرے کا سہارا نہیں چاہیے اور دیوار ...... دیکھیں دیوار کا کتنا فائدہ ہوتا ہے اس کا وجود بیل ڈھک دیتی ہے اس کے سامنے ایک آڑ بنا دیتی ہے۔ ہر چیز سے اسے محفوظ کر دیتی ہے اسے سایہ دیتی ہے رونق دیتی ہے۔ پھولوں سے سجاتی مہکاتی ہے اور خود ختم ہونے تک اس کی احسان مند رہتی ہے اور دیوار دیوار تو بس سہارا دینے کا فائدہ اٹھاتی ہے بس سہارا دینے کا اور وہ بھی ساری عمر۔

(شہر ذات، ص42)

دنیا میں کچھ لوگ آپ کی طرح ہوتے ہیں جو ساری زندگی اپنے گلے میں مذہب کا ڈھول ڈالے اسے پیٹتے رہتے ہیں۔ کیونکہ انہیں دنیا کو اپنی نمازوں سے متاثر کرنا ہوتا ہے۔ مگر جب بات ایثار، قربانی اور اعلیٰ ظرفی کی آتی ہے تو پھر وہ آپ کی طرح ہو جاتے ہیں۔ جو عورتوں کو یوں سزائیں دیتے پھرتے ہیں جیسے انہیں دنیا پر خدا نے جزا اور سزا کے اختیار کے ساتھ بھیجا ہو۔

(لاحاصل، ص262)

دنیا کا کوئی دروازہ نہیں ہوتا جسے کھول کر ہم اس سے باہر نکل جائیں۔ دنیا کی صرف کھڑکیاں ہوتی ہیں جن سے ہم باہر جھانک سکتے ہیں۔ بعض دفعہ یہ کھڑکیاں دنیا سے باہر کے منظر دکھاتی ہیں۔ بعض دفعہ یہ اپنے اندر کے منظر دکھانے لگتی ہیں۔ مگر رہائی اور فرار میں کبھی مدد نہیں دیتیں۔

(امربیل، ص232)

پاکستان کو تمہاری قبروں اور تابوتوں کی ضرورت نہیں ہے۔ پاکستان کو تمہاری جوانی اور وہ گرم خون چاہیے جو تمہاری رگوں میں خواب اور آئیڈلزم بن کر دوڑتا ہے۔ اگر پاکستان کو اپنی جوانی نہیں دے سکتے تو اپنا بڑھاپا بھی مت دو...... جس ملک میں تم جینا نہیں چاہتے وہاں مرنا کیوں چاہتے ہو؟ باہر کی مٹی کی ٹھنڈک مرنے کے بعد برداشت نہیں ہو گی تب اپنی مٹی کی گرمی چاہیے۔ نہیں شاہد جمال آپ وہیں رہیں جہاں آپ رہ رہے ہیں۔ ہر شخص کے مقدر میں باوطن ہونا نہیں لکھا ہوتا۔

(15 اگست 2001ء، ص221)

دوقسم کی زمین ہوتی ہے ایک وہ جو بنجر ہوتی ہے۔ کسی بھی موسم کی بارش وہاں کتنا ہی پانی کیوں نہ برسا دے۔ اس زمین کو بنجر ہی رہنا ہے وہاں ہریالی نہیں ہو سکتی۔ دوسری زمین زرخیز ہوتی ہے۔ پانی کا ہلکا سا چھینٹا بھی وہاں ہریالی لے آئے گا مگر ضرورت صرف ہریالی کی نہیں ہوتی ایسی ہریالی کی ہوتی ہے جس کا کوئی فائدہ ہو ورنہ ہریالی میں تو زہریلی جڑی بوٹیاں اور کانٹے دار جھاڑیاں بھی شامل ہوتی ہیں۔

آپ کو بھی اللہ نے ایسا ہی زرخیز دماغ اور روح دی ہے۔ اب آپ پر فرض ہے کہ آپ اپنے آپ کو ایسی نقصان دہ جڑی بوٹیوں اور کانٹے دار جھاڑیوں سے بچائیں۔ اس ہریالی کی حفاظت کریں جو آپ کی زندگی کو ایک نئی سمت دے رہی ہے۔

(ایمان، اُمید اور محبت' ص132)

بعض دفعہ چہرے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی صرف آوازوں کی ضرورت ہوتی ہے کسی ایسی آواز کی جس میں آپ کے لئے ہمدردی ہو جو آپ کے وجود کے تمام ناسوروں کو نشتر کی طرح کاٹ پھینکے اور پھر بہت نرمی سے ہر گھاؤ کو سی دے۔

(آؤ ہم پہلا قدم دھرتے ہیں' ص327)

ہم سب لوگ ایک ایسی ریس میں دوڑ رہے ہیں جہاں کوئی فنشنگ لائن نہیں ہے۔ یہ ریس بس تب ختم ہوتی ہے جب آپ گر جاتے ہیں اور گرنے کے بعد دوبارہ اٹھا نہیں جاتا۔ کم از کم علیزہ کو تو اس ریس میں مت دوڑائیں اس کو تو زندگی گزارنے دیں۔ انجوائے کرنے دیں اس کو وہ خواب دیکھنے دیں جو وہ دیکھنا چاہتی ہے۔ اس کے وجود میں اس کی شخصیت میں خامیوں کی میخیں اتنی بے رحمی سے نہ ٹھونکیں کہ ساری عمر اس سے رسنے والا لہو اس کے وجود کو آلودہ رکھے۔

(امر بیل، ص114)

دنیا وہ دو دھاری تلوار ہے جس پر ننگے پاؤں چلنا پڑتا ہے۔ چلنا ہی ہوتا ہے پیروں کو زخمی کرنے والی چیز سے محبت کیسے کرنے لگتے ہیں لوگ؟ ...... کیوں کرنے لگتے ہیں؟

(لاحاصل، ص229)

انسان کبھی نہ کبھی اللہ کو اپنی نیکیاں اپنی عبادت "جتاتا" ضرور ہے۔ کبھی نہ کبھی اس سے مول تول کے لئے ضرور بیٹھتا ہے۔ کبھی نہ کبھی اس سے عبادت کا سودا کرنے کے لئے اپنے اور اس کے رشتے کو Purely Commercial ضرور بناتا ہے۔

(دربارِ دل، ص87)

ممی آپ کو پتہ ہے مجھے اللہ کیوں نہیں مل سکتا میرے اور اللہ کے درمیان خواہشوں کی دیوار ہے۔ آسائشوں کی دیوار ہے۔ میں نے اپنے اردگرد دنیا کی اتنی چیزیں اکٹھی کر لی ہیں کہ اللہ تو میرے پاس آ ہی نہیں سکتا جسے وہ اپنی محبت دے دیتا ہے اسے پھر اور کسی چیز کی خواہش ہی نہیں ہوتی اور جسے دنیا دیتا ہے اس کی خواہش بھوک بن جاتی ہے کبھی ختم ہی نہیں ہوتی۔

(شہرذات، ص57)

شائید اُس نے سوچا ہوگا میں پچھلی صدی کا آئیڈلزم کا شکار ایک بوڑھا شخص اس جدید ترقی یافتہ دور اور ملک کے نشے سے کیسے واقف ہوسکتا ہوں جہاں وہ رہتا ہے۔ 30 سال گزرنے کے بعد جب وہ میری طرح اس ملک میں رہنے کے لئے آئے گا تو اسے احساس ہوگا۔ زندگی میں بعض دفعہ جان بوجھ کر آہستہ چلنے میں مزہ آتا ہے۔ بعض دفعہ ریس میں حصہ نہ لے کر بھی آپ اس کا حصہ رہتے ہیں۔ پھر میری طرح اس سڑک پر واک کرتے ہوئے وہ لوگوں کے چہرے اور چیزیں دیکھے گا مگر اس کے پاس سوچنے کے لئے مٹی کی وہ پوٹلی نہیں ہوگی نہ اس سے وابستہ یادیں۔ اس کے پاس پاؤنڈز اور ڈالرز کے لمبے چوڑے اکاؤنٹ ہوں گے صرف اکاؤنٹ

(15 اگست 2001ء ص 221)

کوئی دلیل تب تک لاجواب نہیں کرسکتی جب تک دلیل میں طاقت نہ ہو۔ میرا دین دلیل کا دین ہے۔ منطق کا دین ہے۔ سڑک پر بیٹھا ہوا ایک مسلمان بھی اگر دین کا علم اور شعور رکھتا ہے تو وہ بھی کسی کو اسی طرح لاجواب کر دے گا۔ کیونکہ جس ذریعے سے ہم دلیل لیتے ہیں وہ قرآن ہے۔ خدا ہے' پیغمبر ہے' اسلام ہے تو پھر دلیل لاجواب کیوں نہیں کرے گی جب سارے ذرائع آسمانی ہوں تو ہم انسان جو زمین کی مخلوق نہیں وہ ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

(ایمان، اُمید اور محبت' ص 131)

❁

زندگی بڑی شرمندہ کروانے والی شے ہے ......تم ...... میں ...... یا کوئی بھی ......ہم سب ایک ہی جھولے میں سوار ہیں اور کوئی بھی اس میں سے اُترنا نہیں چاہتا کیونکہ نیچے کھڑے ہو کر دوسروں کو آسمان تک پہنچتے دیکھنا بڑا صبر آزما اور تکلیف دہ کام ہوتا ہے۔

(امر بیل، ص328)

❁

وہ میرے رونے کی رات تھی۔ اس رات میں رویا تھا۔ اسی طرح جس طرح میرا باپ زمین سے لپٹ کر روتا رہا تھا۔ میں جان گیا تھا وہ مٹی میرے لئے رکھی گئی تھی۔ میرا باپ جو ساری عمر ہندوستان اور کانگریس کے گن گاتا رہا ...... سردار پٹیل، مولانا آزاد اور گاندھی کی باتیں سنا سنا کر جھومتا رہا۔ وہ مرنے سے پہلے میرے لئے پاکستان کی مٹی چھوڑ گیا تھا۔ شائید اپنے بیٹے کے جسم کے ٹکڑے اکٹھے کرتے ہوئے اسے پہلی بار احساس ہوا ہو گا کہ مذہب کی بنیاد پر کھڑا کیا ہوا دو قومی نظریہ دیوانے کی بڑ نہیں حقیقت تھی۔ شائید میری ماں کی کٹی ہوئی گردن درخت سے اُتارتے ہوئے اسے احساس ہوا ہو گا کہ آزادی کیا ہوتی ہے۔ شائید شکیلہ باجی کی لاش ڈھانپتے ہوئے اسے احساس ہوا ہو گا کہ آزاد ہندو کا پالتو کتا بن جانے کا مطلب کیا ہے۔ اور شائید میری دونوں بہنوں کو گھر میں جلاتے ہوئے اسے پتہ چلا ہو گا کہ آزادی قربانی مانگتی ہے۔ حاصل کرنے کے لئے بھی اور قائم رکھنے کے لئے بھی۔

(15 اگست 2001ء، ص214)

کوئی شخص اپنی بند مٹھیوں میں دھول لے کر آتا ہے اور آپ کی آنکھوں میں دھول پھینک کر چلا جاتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر شخص کی بند مٹھی میں دھول ہی ہو جس سے بچنے کے لئے آپ کو اپنی آنکھیں بند کرنی پڑیں۔

(ایمان، اُمید اور محبت، ص 89)

دنیا میں لڑکیوں سے زیادہ احمق کوئی اور نہیں ہوتا۔ خوش فہمی کا آغاز اور اختتام ہم پر ہی ہوتا ہے۔ ساری عمر ہم محبت کی بیساکھیوں کا انتظار کرتی رہتی ہیں۔ تا کہ زندگی کی ریس شروع کر سکیں۔ ہمیں ہر مرد کے بارے میں یہ خوش فہمی ہوتی ہے کہ وہ آئے گا ہمیں دیکھے گا اور ہمارا ہو جائے گا کوئی ہم سے ہمدردی کرے تو ہمیں خوش فہمی ہونے لگتی ہے۔ کوئی ہمیں سراہے تو ہمیں وہ اپنی مٹھی میں قید نظر آنے لگتا ہے۔ کوئی ہمارے ساتھ وقت گزارے تو ہمارے ہوش و حواس اپنے ٹھکانے پر نہیں رہتے۔ عمر کا خیال ہے مجھ میں میچورٹی نہیں ہے۔ یہ تو کسی لڑکی میں بھی نہیں ہوتی کبھی لڑکیاں بھی میچور ہوتی ہیں؟

ہم میں میچورٹی صرف تب آتی ہے جب ہمیں ریجیکٹ کیا جاتا ہے۔

(امر بیل، ص 366)

مرد دروازہ ہے۔ دروازے کا کام رستہ دینا ہوتا ہے یا رستہ روکنا۔ تیرا رستہ اس نے روک دیا ہے۔ تیرا ہی کیا ہر عورت کا رستہ اس نے روک دیا ہے۔ آگے جانے ہی نہیں دیتا۔

(شہرِ ذات، ص21)

کسی بھی ملک میں کچھ نہیں ہوتا۔ ہر ملک زمین کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے۔ اصل چیز زمین کے ٹکڑے پر بسنے والے لوگوں میں ہوتی ہے کمی ہمیشہ ان لوگوں میں ہوتی ہے اور یہ خامی اس ملک کا تعارف بن جاتی ہے ایسا سائن بورڈ جسے پھر وہ ملک اُٹھاتے پھرتا ہے۔

(15 اگست 2001ء، ص208)

اندھیرے نے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص کی شناخت ختم نہیں کی تھی...... یہ کام روشنی نے کیا تھا...... روشنی معجزے کرتی ہے...... وجود کو اس طرح عیاں کرتی ہے کہ کسی فریب اور دھوکے میں رہنا ممکن ہی نہیں رہتا...... مقدر کو منوّر کر دیتی ہے...... ہار ماننے پر قبر میں گاڑ دیتی ہے...... نہ ماننے پر صلیب پر چڑھا دیتی ہے...... بس چیزوں کو اُن کے مقام پر رہنے نہیں دیتی...... پارس سے چھوئے بغیر بھی انسان سونا بن جاتا ہے اور آگ کے پاس آئے بغیر بھی موم کی طرح پگھلنے لگتا ہے...... روشنی واقعی معجزے کرتی ہے۔

(امر بیل' ص380)

انسان کی خواہشات سے اللہ کو دلچسپی نہیں ہے وہ اس کی تقدیر اپنی مرضی سے بناتا ہے۔ اسے کیا ملنا ہے اور کیا نہیں ملنا اس کا فیصلہ وہ خود کرتا ہے۔ جو چیز آپ کو ملنی ہے آپ اس کی خواہش کریں یا نہ کریں وہ آپ ہی کی ہے۔ وہ کسی دوسرے کے پاس نہیں جائے گی مگر جو چیز آپ کو نہیں ملنا ہے۔ وہ کسی کے پاس بھی چلی جائے گی مگر آپ کے پاس نہیں آئے گی۔

انسان کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ جانے والی چیز کے ملال میں مبتلا رہتا ہے۔ آنے والی چیز کی خوشی اسے مسرور نہیں کرتی۔ میں آپ سے یہ نہیں پوچھوں گا کہ آپ نے دین کے لئے کیا چھوڑا میں صرف یہ پوچھوں گا کہ آپ نے کیوں چھوڑا اور یہ سوال اس لئے کروں گا کہ خدا کے لیے کئے جانے والے عمل پر فخر کے بجائے آپ کو پچھتاوا ہے اور یہ پچھتاوا شر سے بڑھ کر ہوتا ہے۔

(ایمان، اُمید اور محبت' ص44)

❁

"آیئے مہر سمیع۔ آپ بھی آیئے" دل نے مجھے خوش آمدید کہا۔ "دیکھئے آپ نے کیا پایا ہے؟" وہ مسکرا رہا تھا "جو پایا ہے...... وہ کھرا ہے یا کھوٹا؟ وہ پوچھ رہا تھا "کھرا ہے تو کیا دام دیئے ہیں؟" اس کا لہجہ عجیب تھا۔ "کھوٹا ہے...... تو کیا کھویا ہے؟" میں نے سر اُٹھا کر اسے دیکھا۔

میں دربارِ دل میں تھی...... دل بادشاہ کے حضور...... "دیکھئے انجام محبت ...... اور کہیے آپ کہاں ہیں؟" وہ تمسخر سے کہہ رہا تھا۔ "کیا محسوس کر رہی ہیں؟...... کیا کہنا چاہتی ہیں؟ "کچھ کہہ پائیں گی؟...... اب بھی؟...... ابھی بھی...... دل نے ہنس کر مجھ سے کہا تھا...... اور پھر میرے وجود سے اپنی زنجیریں ہٹا دی تھیں میں دل کی گرفت سے آزاد ہو گئی تھی...... اتنے سالوں میں پہلی بار بوجھ ہٹا تھا...... یا بوجھ بڑھا تھا؟

(دربارِ دل، ص14)

❁

تم نے ایک ایسے شخص سے محبت کی ہے جسے تم استعمال کر سکتی تھیں۔ جسے سیڑھی بنا کر تم شہرت کے آسمان تک پہنچ سکتی تھیں جہاں پہنچنے کے تم نے ہمیشہ خواب دیکھے تھے۔ تمہارے جیسی لڑکیوں کے خواب بڑا گھر، بڑی گاڑی، بڑا بینک بیلنس اور خوبصورتی سے آگے جاتے ہی نہیں اور اس سب کو تم محبت کا نام دیتی ہو تمہارے جیسی لڑکیاں جو محبت کے نام کا تعویذ گلے میں ڈال کر پھرتی ہیں وہ محبت نہیں ہوتی ضرورت ہوتی ہے ہوس ہوتی ہے خواہش ہوتی ہے۔

(لاحاصل، ص214)

مجھے یقین تھا کہ مجھے دعا کرنا آ گیا تھا...... اور وقت کے ساتھ ساتھ میری دعا میں اثر بھی آ گیا تھا...... کم از کم مجھے تو اس وقت یہی لگتا تھا اور صرف مجھ کو ہی نہیں اور بھی بہت سے لوگوں کو اور جس شخص کو یہ یقین ہو جائے کہ اس کی دعا میں اثر ہے اس کے پاؤں پھر زمین پر کہاں ٹکتے ہیں۔

(دربارِ دل، ص21)

"کیا آپ کو پتہ ہے ماما جان دنیا کتنی خوبصورت ہے؟"

"ہاں میں جانتی ہوں مریم دنیا بہت خوبصورت "نظر" آتی ہے۔"

"کتنی خوشی ہوتی ہے نا ماما جان جب کسی دکان میں جائیں اور اس قابل ہوں کہ وہاں موجود قیمتی سے قیمتی چیز بھی خرید سکتے ہوں"۔

"اور تمہیں پتہ ہے مریم دنیا میں سب سے سستی چیز کون ہے؟ خریدار"

"ماما جان کیا مجھے خوش نہیں ہونا چاہیے کہ مجھے وہ چیز مل گئی ہے جس سے مجھے محبت ہے؟"

"تمہیں دعا کرنی چاہیے کہ تمہارے پاس وہ چیز رہے جس سے تمہیں محبت ہے۔"

(لاحاصل، ص122)

آج سے بہت سال پہلے اللہ نے انسان کو بنایا یعنی مرد کو ...... اس وقت اللہ نے مجھے اس کے ساتھ نہیں بنایا ...... صرف مرد ہی کو بنایا ...... پھر مرد کو علم عطا کیا اور سارے فرشتوں کو اسے سجدہ کرنے کو کہا ...... میں اس وقت بھی نہیں تھی۔ مجھے اللہ نے اس کے کافی دیر بعد بنایا اور عجیب بات یہ ہے کہ مرد کو اللہ نے مٹی سے بنایا بے جان مٹی سے بے رونق مٹی سے ایسی مٹی جس میں خوشبو تک نہیں تھی لیکن مجھے اللہ نے مرد کی پسلی سے بنایا۔ عجیب بات ہے کہ مجھے اس نے ایک ایسی چیز سے بنایا جسے اللہ نے علم کی طاقت دی جسے اللہ نے فرشتوں سے سجدہ کروایا اور جسے اللہ نے زمین پر اپنی خلافت کے لئے منتخب فرمایا کیسی عجیب بات ہے ناکہ مرد کے لئے استعمال ہونے والا میٹریل بالکل عام اور معمولی تھا مگر مجھے بنانے کے لئے لیا جانے والا میٹریل اتنا اعلیٰ تھا۔

(عورت مرد اور میں' ص167)

''نام؟''

''مہر سمیع''

''عمر؟''

''20 سال''

''جنس؟''

''عورت''

''محبت؟''

''اندھی''

میں نے چونک کر Usher کو دیکھا۔ وہ کیا حد جاری کر رہا تھا مجھ پر۔ محبت اندھی؟ اندھی محبت؟ تو میں اندھی محبت کا شکار ہوئی تھی کسی نے قہقہہ لگایا۔ میں نے گردن موڑ کر تخت کی طرف دیکھا۔ وہ دربارِ دل تھا۔ اس دربار کا حکمران مجھے پسندیدگی سے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''مہر سمیع ...... Blind love ......

rare species ...... Pure & blind Love ...... میں اسے رکھنا چاہوں گا۔''

اس نے تالی بجائی ...... کسی نے میرے وجود کو زنجیروں سے جکڑا۔ پھر میں اوندھے منہ فرش پر گری۔

(دربارِ دل' ص44-45)

❁

اُس نے ماما جانؒ سے زندگی کا نیا مفہوم سیکھنا شروع کیا تھا۔ وہ ان کی باتوں پر حیران ہوا کرتا۔ بعض دفعہ وہ اسے کسی ولی کی باتیں لگتی اور وہ بے اختیار ہو کر ماما جان سے پوچھتا۔

''ایسی باتیں آپ نے کہاں سے سیکھی ہیں ماما جان؟ کیا آپ نے چلّے کاٹے ہیں؟''

''نہیں چلّے نہیں کاٹے ...... میں نے غم بہت سہے ہیں۔ غم کو صبر کے ساتھ سہنا چلہ کاٹنے سے کم تو نہیں ہوتا'' وہ سکون سے کہتیں۔

(لاحاصل، ص220)

❁

اسلام کو سمجھ کر سیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ اس میں کتنی وسعت ہے۔ یہ تنگ نظری اور تنگ دلی کا دین نہیں ہے نہ ہی ان دونوں چیزوں کی اس میں گنجائش ہے۔ یہ ''میں'' سے شروع ہو کر ''ہم'' پر جاتا ہے۔ فرد سے معاشرے تک اسلام آپ سے یہ نہیں کہتا کہ آپ 24 گھنٹے سر پر ٹوپی ہاتھ میں تسبیح پکڑے ہر جگہ مصلےٰ بچھائے بیٹھے رہیں۔ ہر بات میں اس کے حوالے دیتے رہیں ...... نہیں یہ تو آپ کی زندگی سے ...... آپ کی ''اپنی زندگی'' سے حوالہ چاہتا ہے۔ یہ تو آپ سے راست بازی اور پارسائی کا مطالبہ کرتا ہے دیانت داری اور لگن چاہتا ہے۔ اخلاص اور استقامت مانگتا ہے ایک اچھا مسلمان اپنی باتوں سے نہیں اپنے کردار سے دوسروں کو متاثر کرتا ہے۔

(پیرِ کامل، ص369)

❁

اچھائی اور برائی کا جو ترازو میرے ماں باپ نے میرے اندر نصب کیا وہ ساری عمر ناپ تول اور جانچ پرکھ میں مصروف رہا۔ ہر بار اس کی پیمائش اور تخمینے میرے لئے ٹھیک ثابت ہوتے رہے...... صرف ایک بار اس ترازو کے دونوں پلڑوں کا توازن خراب ہوا اور میرے لئے وہ ''ایک بار'' ''بس ایک بار'' ثابت ہوئی۔ میں منہ کے بل گرنے کے بعد دوبارہ کبھی اُٹھ نہیں سکی۔ میں نے اُٹھنے کی کوشش بھی نہیں کی...... میں جیسے آسمان سے گری تھی۔

(دربارِ دل، ص27)

❁

اے اللہ آپ کے فضل اور مہربانیوں کی کوئی کمی نہیں...... میں قدم قدم پر آپ کو احسان کرتا ہوا پاتی ہوں مجھ سے آپ کی مہربانیوں کا شکر ادا نہیں ہو پاتا میری اس کمی کو درگزر فرما...... مجھے ہر درد اور تکلیف سے محفوظ رکھ...... میرے دل کے سکون اور میری خوشیوں کی حفاظت فرما۔

(دربارِ دل، ص17)

❁

جیل انسان کے سر پر وہ سینگ اُگا دیتی ہے جو اندر والوں کو نہیں صرف باہر والوں کو نظر آتے ہیں۔

(وجودِ لاریب)

❁

ایک زندگی کی تو کوئی بات نہیں مگر بار بار ہیجڑہ بن کر جینا...... نہ ری یہ مجھ سے نہیں ہوگا...... میں چاہتی ہوں جب میری روح میرے جسم سے نکلے تو یہ جسم یہیں ...... ادھر اس دنیا میں ہی ختم ہو جائے ...... یہ اگلی دنیا میں میرے ساتھ نہ جائے ...... بے جنس جسم کس کام کا؟ اگلی دنیا میں عورت بنوں چاہے مرد...... مگر انہیں دونوں میں سے کچھ بنوں میں ...... ہیجڑہ بن کر تماشہ نہ بنوں میں۔

(واپسی)

عمیرہ احمد مرے کالج سیالکوٹ سے انگریزی میں ایم-اے کرنے کے بعد کچھ عرصہ آرمی پبلک کالج کے کیمبرج ونگ سے منسلک رہیں۔ انہوں نے اپنے تحریری سفر کا آغاز مختلف ڈائجسٹوں سے کیا اور اس وقت وہ TV کے لیے بھی لکھ رہی ہیں۔ ابھی تک اُن کے تین سیریل ''وجودِ لاریب''، ''لاحاصل'' اور ''امربیل'' مختلف چینلز پر پیش کیے جا چکے ہیں۔ اپنے پہلے سیریل ''وجودِ لاریب'' کے لئے انہوں نے بیسٹ رائٹر کا انڈس ویژن ایوارڈ 2005 میں حاصل کیا۔ ''وجودِ لاریب'' لکس ایوارڈ کے لئے بھی نامزد ہوا۔ ان تین سیریلز کے علاوہ وہ تین ٹیلی فلمز اور FM101 اسلام آباد کے لئے ''نور کا مسکن'' نامی ایک ڈرامہ بھی لکھ چکی ہیں۔ متعدد سیریلز اور ناولز پر کام جاری ہے۔

کتابیں

1- ہم کہاں کے سچے تھے
2- دَربارِ دِل
3- واپسی
4- زندگی گلزار ہے
5- میرے 50 پسندیدہ سین
6- پیرِ کاملﷺ
7- لاحاصل
8- میں نے خوابوں کا شجر دیکھا ہے
9- امربیل
10- ایمان اُمید اور محبت
11- میری ذات ذرہ بے نشاں
12- سحر ایک استعارہ ہے
13- حرف سے لفظ تک

34- اردو بازار، لاہور، فون: 7352332-7232336
www.ilmoirfanpublishers.com. E-mail: ilmoirfanpublishers@hotmail.com